محمد وسیم اختر مفتی

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

[''سیر وسوانح'' کے زیرعنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین
کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے''۔]

(۳)

(گذشتہ سے پیوستہ)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

آخر کار حضرت علی کی بیعت ہوئی، سب سے پہلے اشتر نخعی نے ان کا ہاتھ تھاما تاہم، حضرت سعد نے ان کی بیعت نہ کی۔ بیعت نہ کرنے والے دوسرے صحابہ عبداللہ بن عمر، صہیب رومی، زید بن ثابت، محمد بن مسلمہ، سلمہ بن وقش اور اسامہ بن زید تھے۔ حضرت سعد کے بھتیجے ہاشم بن عتبہ نے انھیں حصول خلافت پر آمادہ کرنے کی کوشش کی لیکن ان کے صریح انکار پر وہ حضرت علی کی حمایت کرنے لگے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص میں گوشہ نشینی کا رجحان تھا، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون کو عورتوں سے منقطع ہونے سے روک دیا تھا۔ اگر آپ نے انھیں اجازت دی ہوتی تو ہم بھی خصی ہو جاتے۔ خصی ہونا اب مطلقاً حرام ہے۔ زمانۂ فتنہ میں جب مسلمانوں میں باہم جنگ وجدال ہوا، ان میں یہ رجحان عود کر آیا اور وہ ابوذر، سعید بن زید اور سلمہ بن اکوع کی طرح کنارہ کر گئے۔ حضرت سعد نے نماز کے لیے مسجد نبویؐ میں آنا بھی چھوڑ دیا جہاں ادا کی ہوئی نماز ایک ہزار نمازوں کا ثواب رکھتی ہے اور ذوالحلیفہ جانے والے راستے پر مدینہ سے ۸ میل دور حمراء الاسد میں واقع اپنے گھر سے چپک گئے۔ انھوں نے اہل خانہ سے کہا، لوگوں کے حالات انھیں نہ

بتائے جائیں حتیٰ کہ امت ایک امام پر جمع ہو جائے۔ اسی مزاج کا نتیجہ تھا کہ حضرت سعد نزاعی اور گروہی سیاست سے دور رہے۔ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد متحارب مسلمانوں کے درمیان ہونے والی دوسری جنگ، جنگ ِصفین بھی کسی نتیجہ کے بغیر ختم ہو گئی تو فریقین میں مصالحت کی کوششیں شروع ہوئیں۔ حضرت علی کی جانب سے ابوموسیٰ اشعری اور حضرت معاویہ کی طرف سے عمرو بن عاص کو حکم بنایا گیا۔ رمضان ۵ھ میں ان دونوں کی ملاقات طے تھی۔ حضرت علی نے ابوموسیٰ اشعری اور عبداللہ بن عباس کے ساتھ شریح بن ہانی کی قیادت میں ۴۰۰ سواروں کا ایک دستہ بھیجا۔ حضرت معاویہ نے بھی عمرو بن عاص کے ساتھ ۴۰۰ سوار بھیجے۔ یہ کوفہ و شام کے بیچ واقع مقام دومۃ الجندل پہنچے۔ صحابہ و تابعین میں سے عبداللہ بن عمر، عبدالرحمان بن ابوبکر، عبداللہ بن زبیر، مغیرہ بن شعبہ، عبدالرحمان بن حارث، عبدالرحمان بن عبد یغوث اور ابوجہم بن حذیفہ بھی وہاں موجود تھے۔ یہ کوشش بھی بے ثمر ثابت ہوئی۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے، اس موقع پر حضرت سعد بن ابی وقاص بھی آئے اور کم زور موقف اپنانے پر ابوموسیٰ کو ڈانٹا تاہم درست بات یہی ہے کہ وہ مدینہ سے باہر بنو سلیم کے چشمے پر اپنے اونٹوں کے باڑے میں تھے۔ ان کے بیٹے عمر انھیں لینے پہنچے، حضرت سعد نے انھیں دیکھ کر کہا، میں آنے والے سوار کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ عمر نے اصرار کیا، ابا جان! لوگ اقتدار کی جنگ میں مشغول ہیں اور آپ اپنے اونٹوں اور اپنی بھیڑ بکریوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ دونوں اطراف کے ثالث اور قریش کے اہم افراد جمع ہیں۔ آپ بھی چلیں کیونکہ کہ اس وقت غیر متنازع صحابئ رسولؐ ہونے کی وجہ سے آپ خلافت کے سب سے زیادہ حق دار ہیں۔ حضرت سعد نے ان کے سینے پر ہاتھ مار کر کہا، خاموش ہو جا! اللہ اس بندے کو پسند کرتا ہے جو پرہیز گار، بے نیاز ہو اور بچ بچا کر رہے۔ یہی سوچ حضرت سعد پر غالب رہی، انھوں نے مشورہ چاہنے والے حسین بن خارجہ کو بھی ایسا سجھاؤ دیا: بکریوں کا ریوڑ لے کر اسے چرانے میں میں مشغول ہو جاؤ حتیٰ کہ معاملات واضح ہو جائیں۔ ان کے برعکس ان کا بیٹا عمر (ابن سعد) امارت کا فریفتہ رہا حتیٰ کہ اس فوج کا کمانڈر بن گیا جس نے حضرت حسین کو شہید کیا۔

حضرت سعد سے پوچھا جاتا، (علی و عائشہ کے مابین) جنگ میں آپ کے شامل ہونے میں کیا رکاوٹ ہے؟ تو کہتے مجھے ایسی تلوار لا دو جو کافر و مومن میں تمیز کر سکے۔ ان کے بھتیجے ہاشم بن عتبہ نے کہا، چچا! یہاں ایک لاکھ تلواریں (یعنی افراد) موجود ہیں جو آپ کو خلافت کا سب سے زیادہ حق دار سمجھتی ہیں۔ حضرت سعد نے جواب دیا، مجھے لاکھوں کے بجائے ایک ہی تلوار درکار ہے جس سے میں کسی مومن پر وار کروں تو ایذا پہنچائے نہ کاٹ کرے اور جب کافر پر آزماؤں تو خوب چلے۔ حضرت معاویہ نے ان سے شکوہ کیا، تم علی کو برا بھلا کیوں نہیں کہتے تو انھوں نے

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

جواب دیا، میں اس شخص سے کیسے قتال کر سکتا تھا جسے خطاب کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا وسند نہیں کرتا کہ میرے لیے ایسا ہو جائے جیسے ہارونؑ موسیٰؑ کے لیے تھے۔ ہاں اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ معاویہ نے پوچھا، تم نے یہ فرمان کس سے سنا ہے؟ انھوں نے کہا، فلاں فلاں سے اور ام المومنین ام سلمہ سے۔ معاویہ نے کہا، اگر میں نے یہ ارشاد سنا ہوتا تو علی سے ہرگز قتال نہ کرتا۔ حضرت سعد نے مزید کہا، یہ علی ہی تھے جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے موقع پر فرمایا تھا، کل میں پرچم اس شخص کے ہاتھ میں دوں گا جسے اللہ اور اس کا رسولؐ پسند کرتے ہیں۔ معاویہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن عمر اور محمد بن مسلمہ کو خط بھیجے کہ خلیفۂ سوم عثمان کا خون بہا لینے میں ان کی مدد کریں۔ انھوں نے خیال ظاہر کیا کہ وہ حضرت عثمان کا ساتھ چھوڑ دینے کا کفارہ اسی طرح ادا کر سکیں گے۔ ان تینوں نے انکار کر دیا۔

سیدنا علی کی شہادت کے بعد اقتدار معاویہ کو منتقل ہوا تو حضرت سعد ان سے ملنے آئے اور کہا، بادشاہ سلامت! السلام علیک۔ معاویہ نے مسکرا کر کہا، ابو اسحاق! کیا حرج تھا، اگر آپ امیر المومنین کہہ دیتے؟ حضرت سعد نے کہا، آپ مسکرا کر یہ بات کر رہے ہیں؟ بخدا! میں ہرگز پسند نہ کروں گا کہ اس منصب کی ذمہ داری اٹھاؤں جس پر آپ فائز ہو گئے ہیں۔ حضرت سعد نے ماہ رمضان معاویہ کے ہاں گزارا۔ اس دوران میں انہوں نے نماز قصر سے ادا کی اور روزہ نہ رکھا۔ ایک روایت کے مطابق انہوں نے معاویہ کی بیعت بھی کی۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ایک بار حضرت سعد بن ابی وقاص، خالد بن ولید اور کچھ دوسرے صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آئے۔ ام المومنین میمونہ نے کہیں سے آیا ہوا بھنا ہوا گوشت پیش کیا۔ آپؐ نے کھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ وہ پکاریں، رسول اللہؐ کو بتا دو، یہ گوہ کا گوشت ہے۔ آپؐ نے ہاتھ کھینچ لیا تو صحابہ نے بھی کھانا چھوڑ دیا۔ خالد بن ولید نے پوچھا، یا رسول اللہ! کیا یہ حرام ہے؟ آپؐ نے فرمایا، کھاؤ، یہ حلال ہے۔ (میں اس لیے نہیں کھاتا کیونکہ) یہ میری قوم (قریش) کی سرزمین (مکہ) میں نہیں ہوتی اور ہماری خوراک میں شامل نہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ابو رافع حضرت سعد کے پڑوسی تھے۔ انھوں نے حضرت سعد سے کہا، میرے گھر کے دونوں کمرے خرید لو۔ حضرت سعد نے کہا، میں ۴ ہزار درہم سے زیادہ نہیں دے سکتا، وہ بھی قسطوں میں دوں گا۔ ابو رافع نے کہا، مجھے اس کے ۵ سو دینار مل رہے ہیں۔ اگر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد، پڑوسی اپنے قرب کی وجہ سے زیادہ حق دار ہے۔ نہ سنا ہوتا تو ہزار دینار میں ہرگز نہ دیتا۔ اسی روایت سے احناف نے حق شفعہ کا مسئلہ اخذ کیا ہے۔ حضرت سعد وتر ایک رکعت پڑھتے تھے۔ عہد فاروقی میں جب حضرت سعد بن ابی وقاص کوفہ کے گورنر تھے، عبداللہ

بن عمران سے ملنے گئے۔ انھوں نے موزوں پر مسح کرتے دیکھ کر اعتراض کیا تو حضرت سعد نے روایت بیان کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح علی الخفین کیا ہے۔ عبداللہ نے اپنے والد عمر سے حضرت سعد کی اس روایت کی تصدیق چاہی تو انھوں نے کہا، جب سعد تم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی روایت بیان کریں تو کسی اور سے ہرگز نہ پوچھنا۔ اس درجہ ثقاہت رکھنے کے باوجود حضرت سعد حدیث بیان کرنے سے کتراتے تھے، کہتے تھے، مجھے اندیشہ ہے، ایک حدیث میں بیان کروں گا اور سو تم بنا لو گے۔ سائب بن یزید کہتے ہیں، میں طلحہ بن عبیداللہ، سعد، مقداد اور عبدالرحمان بن عوف کی صحبت میں رہا اور کبھی انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے نہیں سنا۔ ہاں طلحہ سے میں نے جنگ احد کے حالات سنے تھے۔

صحیح بخاری میں حضرت سعد سے مروی احادیث کی تعداد ہے جب کہ صحیح مسلم میں احادیث ان سے روایت کی گئی ہیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خولہ بنت حکیم سے حدیث روایت کی۔ ان سے روایت کرنے والوں کے نام یہ ہیں، عائشہ ام المومنین، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، جابر بن سمرہ، احنف بن قیس، سعید بن مسیّب، عروہ بن زبیر، شریح بن ہانی، ابو صالح ذکوان، مجاہد، ابو عثمان نہدی، قیس بن ابو حازم، ابراہیم بن سعد، عامر بن سعد، عمر بن سعد، محمد بن سعد، مصعب بن سعد، عائشہ بنت سعد، ابراہیم بن عبدالرحمان، ایمن حبشی، بسر (بشر) بن سعید، حارث بن مالک، حسین بن عبدالرحمان، راشد بن سعد، زیاد بن جبیر، ابو عیاش، سائب بن یزید، سلیمان بن ابو عبداللہ، شریح بن عبید، عبداللہ بن ثعلبہ، عبدالرحمان بن سائب، عبیداللہ بن ابو نہیک، علقمہ بن قیس، عمرو بن میمون، غنیم بن قیس، قاسم بن ربیعہ، ابو بکر بن خالد، مالک بن اوس، مجاہد بن جبیر اور موسیٰ بن طلحہ۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۵۰ھ میں حضرت حسن کو زہر دیا گیا، حضرت حسین حجرۂ عائشہ میں ان کی تدفین کرنا چاہتے تھے۔ عائشہ نے اجازت بھی دے دی لیکن بنو امیہ نے شور مچایا، عثمان کو تو بقیع میں دفنایا گیا اور حسن کو آنحضرتؐ کے پہلو میں جگہ دے دی جائے۔ فتنہ بڑھنے کا اندیشہ تھا اس لیے حضرت سعد، ابوہریرہ، جابر اور عبداللہ بن عمر نے مشورہ دیا کہ اس بات پر تلوار زنی اور خون ریزی نہ کی جائے۔ ارقم بن ابی ارقم کی نماز جنازہ حضرت سعد نے پڑھائی۔ انھوں نے سعید بن زید کو غسل دیا۔

حضرت سعد کے بیٹے عامر سے رسول اکرمؐ کے اس قول کے بارے میں پوچھا گیا جو آپؐ نے حضرت سعد کے بارے میں فرمایا تھا، تم زندہ رہے تو توقع ہے کہ کئی قومیں تم سے فائدہ اٹھائیں گی اور کچھ کو تم سے ضرر پہنچے گا انھوں نے جواب دیا، حضرت سعد عراق کے گورنر بنائے گئے تو انھوں نے مرتدین کی ایک قوم کو قتل کیا۔ یہ ان کا ضرر ہوا اور

انھوں نے بے شمار لوگوں کو مسیلمہ کذاب کی پیروی سے رجوع کرنے کی دعوت دی۔ انھوں نے توبہ کی اور حضرت سعد کی نصیحت سے نفع اٹھایا۔ ابوامامہ باہلی بیان کرتے ہیں، ایک مجلس میں ہم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ذکر آخرت سے ہم پر رقت طاری ہو گئی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص دھاڑیں مار کر رونے لگے اور روتے روتے کہا، کاش! میں مر گیا ہوتا۔ آپؐ نے انھیں ڈانٹا اور کہا، سعد! تو میرے پاس بیٹھ کر موت کی تمنا کر رہا ہے؟ پھر فرمایا، اگر تو جنت کی مخلوق ہے تو تیری عمر جتنی لمبی ہو گی یا تیرے اعمال جتنے اچھے ہوں گے تمھارے لیے اتنا ہی بہتر ہو گا۔

حضرت سعد خود بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے دعا فرمائی، اے اللہ! سعد کی دعا قبول کرنا جب تجھے پکارے۔ دوسری روایت یوں ہے، اللہ! سعد کے تیر کو سیدھا نشانے پر لگنے والا بنا دے اور اس کی دعا قبول کر۔ اسے اپنے بندوں کا محبوب بنا دے۔ ایک بار آپؐ نے فرمایا، اللہ بندے کی دعا قبول نہیں کرتا حتیٰ کہ اس کی خوراک پاک صاف نہ ہو۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے کہا، یا رسول اللہ! دعا کیجیے کہ میرا کھانا پاک ہو جائے۔ آپؐ نے دعا فرمائی تو حضرت سعد خوش بو بوٹی سنبلہ سے بھی بچنے لگے جو ان کے کھیت میں ادھر ادھر سے آ جاتی اور اسے اس کے مالک پاس لوٹا کر آتے۔ ایک شخص نے حضرت علی کو گالیاں دیں تو حضرت سعد نے اسے روکا، وہ منع نہ ہوا تو اسے بد دعا دی۔ ایک اور شخص علی، طلحہ اور زبیر کو سب و شتم کر رہا تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے اسے منع کیا۔ وہ باز نہ آیا تو دوگانہ ادا کر کے دعا کی، اے اللہ! اس نے ان بندوں کو گالیاں دی ہیں جو نیکیاں کر کے تیرے پاس آ چکے ہیں، اسے دوسروں کے لیے عبرت اور مثال بنا دے۔ عامر بن حضرت سعد روایت کرتے ہیں، ایک بختی اونٹنی بھاگتی ہوئی آئی اور اسے کچل دیا۔ ایک دن ایک غلام حضرت سعد بن ابی وقاص کے پاس دوڑتا ہوا آیا، اس کی ایڑیاں خون سے تر تھیں۔ حضرت سعد نے پوچھا، تمھیں کس نے زخمی کیا؟ اس نے بتایا، آپ کے بیٹے عمر نے۔ انھوں نے بد دعا دی، اللہ! اسے مار ڈال اور اس کی خون ریزی کر۔ حضرت سعد کی بد دعا قبول ہوئی، عمر کو حاکم کوفہ مختار نے مروا دیا کیونکہ وہ سیدنا حسین کے قاتلوں میں شامل تھا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص اپنے بیٹوں کو وہ دعائیہ کلمات سکھاتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد پڑھتے تھے، کہتے، آپؐ نے ہمیں بھی ان کی تعلیم دی۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے، تیری پناہ میں آتا ہوں بزدلی سے، پناہ مانگتا ہوں کہ مجھے پست ترین عمر میں ڈال دیا جائے، میں پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنے یعنی فتنۂ دجال سے اور پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے۔ بیٹا اگر مال کی طلب ہو تو بھی قناعت سے کام لینا اس لیے کہ

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

قناعت سے محروم انسان کو مال بھی فائدہ نہیں دیتا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص ۵۵ھ (یا ۵۱ھ یا ۵۶ھ) میں مدینہ سے ۰ میل دور واقع واد؟ ءعقیق میں فوت ہوئے۔ان کی عمر (یا) برس ہوئی،عشر؟ ۂ مبشرہ،سابقون الاولون اورمہاجرین میں سے وہ سب سے آخرمیں فوت ہوئے۔مصعب بن سعد کہتے ہیں،میرے والدفوت ہوئے تو ان کا سر میری گود میں تھا۔میں رونے لگا تو کہا،اللہ مجھے ہرگز عذاب نہ دے گا۔تم بھی خالص اللہ کے لیے عمل کرو۔حضرت سعد نے وصیت کی،انھیں اسی پھٹے پرانے جبے کا کفن دیا جائے جسے جنگ بدر میں پہن کر انھوں نے مشرکین کا مقابلہ کیا تھا۔اسے انھوں نے اسی مقصد کے لیے چھپا رکھا تھا۔انھوں نے مزید کہا،میرے لیے بغلی قبر (لحد) کھودنا اور اس پر کچی اینٹیں کھڑی کر دینا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کی گئی تھی۔حضرت سعد کی میت مدینہ لائی گئی،گورنر مدینہ مروان نے نماز جنازہ پڑھائی۔سیدہ عائشہ نے حکم دیا،حضرت سعد بن ابی وقاص کے جنازہ کو مسجد نبویؐ میں سے گزارا جائے تاکہ وہ ان کی نماز جنازہ ادا کر سکیں۔لوگوں نے اعتراض کیا تو انھوں نے جواب دیا،لوگ کتنی جلد باتیں بھول جاتے ہیں،کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن بیضا (اور ان کے بھائی) کی نماز جنازہ مسجد میں ادا نہ فرمائی تھی؟ چنانچہ میت ازواج مطہرات کے حجروں کے آگے رکھی گئی اور انھوں نے الگ نماز جنازہ ادا کی۔حضرت سعد کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔حضرت سعد کی میراث کی کل مالیت اڑھائی لاکھ درہم تھی۔اس کی زکوٰۃ کے ہزار درہم وہ مروان کو بھجوا چکے تھے۔حضرت عمر نے عراق (کوفہ) کی امارت سے معزول کرتے ہوئے ان کا مال تقسیم کرا دیا تھا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت سعد بن ابی وقاص کا قد چھوٹا،جسم بھاری،کندھے چوڑے،انگلیاں موٹی اور ناک چپٹی تھی۔ان کے جسم پر بہت بال تھے۔سر اور ڈاڑھی کے بالوں پر خضاب لگاتے تھے۔اونی کپڑے اور سونے کی انگوٹھی پہنتے تھے۔تسبیح کرتے تو گنتی کنکریوں پر کرتے۔حضرت سعد کی مختلف اوقات میں کل ۱۰ ازواج رہیں جن سے ان کے ۱۴ بیٹے اور ۱۷ بیٹیاں ہوئیں۔ازواج کے نام اور ان سے پیدا ہونے والی اولاد کی تفصیل یہ ہے۔(۱) شہاب بن عبداللہ کی بیٹی سے جن کا نام معلوم نہیں، بڑے بیٹے اسحاق (اکبر) جن سے حضرت سعد کنیت کرتے تھے اور ام حکم (کبریٰ) نے جنم لیا۔(۲) ماویہ (بشری) بنت قیس سے پیدا ہونے والی اولاد: عمر،اسے مختار نے قتل کرا دیا۔محمد،انہیں حجاج نے مروا دیا۔حفصہ،ام قاسم اور ام کلثوم۔(۳) ام عامر بنت عمرو،ان سے عامر،اسحاق (اصغر) اسماعیل اور ام عمران پیدا ہوئے۔(۴) بنو تغلب کی سلمیٰ سے عبداللہ (اکبر) ہوئے۔(۵) خولہ بنت عمرو سے مصعب کی پیدائش ہوئی۔(۶) ام ہلال بنت ربیع سے ہونے والی اولاد: عبداللہ (اصغر)،عبدالرحمان بجیر اور حمیدہ۔(۷) ام حکیم بنت

قارظ سے عمیر (اکبر) اور حمنہ پیدا ہوئے۔(۸) سلمی بنت خصفہ (حفص) سے عمیر (اصغر)، عمرو، عمران، ام عمرو، ام ایوب اور ام اسحاق کی ولادت ہوئی۔(۹) طیبہ بنت عامر سے صالح ہوئے۔(۱۰) ام حجیر سے پیدا ہونے والی اولاد : عثمان اور رملہ۔ زبد بنت حارث سے جو جنگ میں قید ہو کر آئیں، جنم لینے والی اولاد: ابراہیم، موسیٰ، ام حکم (صغریٰ)، ام عمرو، ہند، ام زبیر اور ام موسیٰ۔ ان کے علاوہ جنگ سے ملنے والی باندیوں سے عمرہ اور عائشہ ہوئیں۔ حضرت سعد کہتے تھے، جب میں نے جنگ بدر میں حصہ لیا، میرے چہرے پر ایک بال تھا جسے میں چھو سکتا تھا۔ اب اللہ نے میری ڈاڑھی وافر کر دی ہے۔ یعنی پہلے ایک ہی بیٹی تھی، اب بہت سی اولاد ہو گئی ہے۔ مشہور شافعی فقیہ عمر بن ابراہیم حضرت سعد بن ابی وقاص کی نسل میں سے تھے۔ ان کی تاریخ وفات ھ ہے۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویہ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، الجامع المسند الصحیح (بخاری، شرکۃ دار الارقم)، المسند الصحیح المختصر من السنن (مسلم، شرکۃ دار الارقم، تاریخ الامم والملوک (طبری)، معجم الصحابہ (بغوی)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ (ابن اثیر)، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال (مزی)، سیر اعلام النبلاء (ذہبی)، البدایہ والنہایہ (ابن کثیر)، فتح الباری (ابن حجر)، الاصابہ فی تمییز الصحابہ (ابن حجر)، الفاروق عمر (محمد حسین ہیکل)، اردو دائرۂ معارف اسلامیہ (مقالہ: K.V.Zetterstein)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com